جلد ۲۹ ۲۰ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش ۲۵ ماہ رجب ۱۳۶۰ھ ۲۰ ماہ اگست ۱۹۴۱ء نمبر ۱۸۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

دِل کا اطمینان کر کے سچّائی کو قبول کرو

اور

قبول کرنے کے بعد استقلال سے کام لو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش مطابق ۸ اگست ۱۹۴۱ء

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اِنسانی فطرت

میں یہ امر داخل ہے۔ کہ جب کبھی اُس کے دل میں کوئی جوش پیدا ہوتا ہے تو وُہ اپنے ماحول کے باہر سب چیزوں کو بالکل بھول جاتا ہے۔ اور اس وقت اُسے صرف یہی نظر آتا ہے۔ کہ جو چیز میرے سامنے ہے۔ بس دُنیا کی ساری خوبیاں اور ساری ترقیاں یا سارے تنزل اور ساری تباہیاں اُسی سے وابستہ ہیں۔ گویا بچپن کی یہ خصلت بڑے ہو کر بھی انسان میں موجود رہتی ہے کہ جب کسی کھلونے پر بچے کا دل آتا ہے تو اس وقت وُہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ بس اس کھلونے کے بغیر میری زندگی ناممکن ہے۔ وُہ روتا ہے۔ وہ چڑتا ہے وُہ ماں کے ساتھ لڑتا ہے۔ وہ باپ سے اصرار کرتا ہے۔ کہ بس مجھے یہ کھلونا مل جائے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر وُہ کھلونا اس کو نہ ملے۔ تو اسے بخار چڑھ جاتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو بچے بیمار ہو کر مرجاتے ہیں۔ جب ان کی کوئی خواہش پوری نہ ہو۔ اور بچے کی یہ

کھلونے کی خواہش

اتنی زبردست ہوتی ہے۔ کہ ہم تو دیکھتے ہیں۔ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ تو ماں بھی بچہ بن جاتی ہے۔ ایام حمل میں ماؤں کو ایک شدید خواہش پیدا ہوتی ہے۔ جسے پنجابی زبان میں "اروڑے" کہتے ہیں۔ یوں تو ان کو اس طرح کی شدید خواہش نہیں ہوا کرتی۔ مگر جب حاملہ ہوتی ہیں۔ کبھی ایک چیز کی خواہش جو بعض دفعہ غیر معمولی طور پر مشکل الحصول ہوتی ہے۔ ان کے دل میں پیدا ہوجاتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو وُہ خواہش اتنی مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ کہ انسان سُنکر حیران ہوجاتا ہے۔ اگر اُس وقت عورت کی وُہ خواہش پُوری نہ کی جائے۔ تو سَو میں سے پانچ سات یا دس کیس ایسے ہوتے ہیں۔ کہ حمل گر جاتا ہے۔ بالعموم عورتوں کو

کسی نہ کسی کھانے کی خواہش

ہوتی ہے۔ مثلاً کبھی ایسا ہوگا۔ کہ وُہ کہے گی۔ میرا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اور پھر اس کا دِل اُتنا چاہے گا۔ اُتنا چاہے گا۔ کہ اسے خوشبو بھی سیب کی آنے لگے گی۔ اور کہے گی۔ کہ مجھے سیب کی خوشبو آرہی ہے۔ اور جب تک اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو۔ اس وقت تک وُہ بے قرار اور مضطرب رہے گی۔ دوسرے ملکوں میں یہ بات ہے۔ یا نہیں۔ مگر ہمارے ملک میں بالعموم عورتوں کو ایام حمل میں مٹی کھانے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ کسی کو اس جگہ کی مٹی اچھی لگتی ہے۔ جہاں کیچڑ نیا نیا لیپا گیا ہو۔ کسی کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ

چولہے کی مٹی

کھائے۔ کسی کا یہ جی چاہتا ہے۔ کہ اگر کوئی کچّا آبخورہ ہو۔ تو اس کی ٹوٹی ہوئی مٹی کھاؤں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک شخص سے میں نے سُنا۔ جس سے مجھے سخت حیرت ہوئی کہ ایک عورت نے ایام حمل میں کُتے کو پاخانہ چاٹتے دیکھا۔ اور اس کا جی چاہا۔ کہ وُہ بھی اسی طرح کوئی چیز کھائے۔ چنانچہ اس کے دل میں اس کی اتنی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اس نے چولھا بنا کر اور اس میں کڑھی ڈال کر کتّے کی طرح چاٹی۔ میں سمجھتا ہوں۔ بچے کے دل میں چونکہ شدید خواہش ہوتی ہے۔ اور جب وُہ کسی چیز کے پیچھے پڑتا ہے۔ تو اسے چھوڑتا نہیں۔ اس لئے ماں کے دل میں بھی بچے جیسی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔ اور ایام حمل میں بچہ کے اثرات کی وجہ سے ماں بھی بچّہ بن جاتی ہے :۔

غرض بچوں کے دل میں جب وہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ کھلونے کی اتنی شدید خواہش ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ اس خواہش کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیمار ہو کر مر جاتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے ماں باپ جب انہیں کھلونا لے دیتے ہیں۔ تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ انہیں سنبھال کر رکھیں۔ ان کی قدردانی کریں۔ اور سمجھیں کہ ان کی وہ خواہش جس کے لئے انہوں نے گھر بھر کو سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ جب کھلونے کے ذریعہ پوری ہوئی ہے۔ تو وہ اسے احتیاط سے رکھیں بلکہ اسی وقت اسے توڑنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو آدھ گھنٹہ بھی نہیں گزرتا۔ کہ وہ اس کھلونے کو اٹھا کر پرے پھینک دیتے ہیں۔ اور ماں سے کہتے ہیں ہمیں یہ مطلوب نہیں۔

یہی فطرت بعض انسانوں میں بھی جب ان کی صحیح تربیت نہیں ہوتی

جوانی کے ایام میں

بھی پائی جاتی ہے۔ وہ بڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر فطرتاً بچے ہی ہوتے ہیں۔ اور جب، دنیا میں مختلف کام ان کے سامنے آتے ہیں۔ تو کوئی نہ کوئی خواہش ان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی خواہش جائز ہے یا ناجائز۔ پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ۔ بلکہ وہ دیوانہ وار اس کے حصول میں لگ جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات جب وہ چیز ان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اس کے بعد انہیں اس کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں رہتی۔ بلکہ بعض دفعہ تو اس کے ساتھ

ایک قسم کی نفرت

پیدا ہو جاتی ہے۔

ہمارے قادیان میں ایک دوست ہیں۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ تو وہ نیم مجنون ہونے کی حالت میں قادیان آئے اور انہیں مدرسہ میں لڑکوں کو پڑھانے پر لگا دیا گیا۔ میرے ایک ساتھی نے مجھے ایک دفعہ خاص طور پر ان کے متعلق بتایا۔ کہ انہیں یہ جنون ہے۔ کہ وہ ایک خاص لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس جگہ میری شادی نہ ہوئی تو بس تباہی آجائے گی۔ پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رقعے لکھتے کہ دعا کریں میری اس جگہ شادی ہو جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ان کا علاج بھی کرتے رہے۔ اور دوست ان سے تمسخر بھی کرتے اور انہیں منع بھی کرتے۔ مگر ان کا جنون نہ جانا تھا نہ گیا۔ آخر ان کی شادی ہوئی۔ اور وہیں ہوئی جہاں وہ چاہتے تھے۔ پھر اس عورت سے ان کی اولاد بھی پیدا ہوئی مگر مجھے ہمیشہ یہ دیکھ کر گزشتہ تمام نظارہ یاد آجاتا ہے۔ کہ باپ اب اپنی اولاد کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں۔ ان کا ایک ہی بیٹا ہے۔ اور وہ اچھا

نیک اور مخلص احمدی

ہے۔ ایک دفعہ یہاں آیا۔ اور اس نے مجھے لکھا۔ کہ میں بیمار ہوں اور مسلول ہوں۔ اس بیماری اور مسلول ہونے کی حالت میں مجھے خیال آیا۔ کہ قادیان کی زیارت کر آؤں۔ معلوم نہیں کتنی زندگی باقی ہے۔ وہ اپنے باپ کے گھر گیا۔ تو باپ نے اسے گھر میں ٹھہرنے نہ دیا۔ پھر وہ مہمان خانہ میں گیا۔ تو اس کے باپ نے مہمان خانہ والوں کو لکھا۔ کہ مہربانی اس لڑکے کو فوراً مہمان خانہ میں سے نکال دیا جائے یہ نہیں۔ کہ اس لڑکے میں کوئی عیب پایا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے ایسا سلوک کیا۔ وہ لڑکا نہایت اچھا اور نیک ہے۔ مگر اس کے باپ کے

دماغ کی کوئی کل

ایسی بگڑی ہے۔ کہ وہ اسے اپنے ہاں نہیں ٹھہرا سکتے۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہے۔ یا تو وہ نیم پاگل حالت میں قادیان میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ہجرت بھی انہوں نے ایک عورت کی خاطر کی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے من کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔ کہ جو دنیا کی خاطر یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہجرت کرے اس کی ہجرت خدا اور رسول کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا اور عورت کے لئے سمجھی جائے گی۔ انہوں نے بھی اس لئے ہجرت کی۔ کہ کسی طرح اس عورت سے شادی ہو جائے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعائیں کرائیں۔ اور بار بار لکھا کہ حضور دعا کریں۔ میری فلاں جگہ شادی ہو جائے۔ پھر شادی ہو گئی۔ اور اس شادی کے نتیجہ میں اولاد بھی پیدا ہوئی۔ مگر اسی

محبوبہ کی اولاد

سے پھر ان کی اتنی دشمنی ہوئی۔ کہ وہ اس کا سامنے آنا تک پسند نہیں کرتے۔ اب یہ وہی مرض ہے۔ جو بچپن کی حالت میں انسان کے اندر ہوتا ہے پہلے بچہ شور مچاتا ہے۔ کہ میں نے کھلونا لینا ہے۔ اور جس طرح بھی ہو اسے حاصل کرنا ہے۔ پھر جب وہ کھلونا اسے مل جاتا ہے۔ تو نہایت بے پروائی کے ساتھ اسے توڑ پھوڑ ڈالتا ہے۔ اسی قسم کی اور ہزاروں ہزار مثالیں دنیا میں ملتی ہیں۔ اور ایسے ایسے عجیب واقعات نظر آتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ خود مجھے جماعت کے کئی لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ اور ایسے شدید اضطراب کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے اگر ان کی خواہش پوری ہو گئی تو ہمیشہ کے لئے ان کو

سکون قلب اور اطمینان

حاصل ہو جائے گا۔ مگر جب ان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اور جس چیز کے حصول کے لئے وہ پے در پے دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ انہیں مل جاتی ہے تو انہیں اس کی کچھ بھی پروا نہیں رہتی۔ تمام ولولے ختم ہو جاتے ہیں۔ تمام جوش سرد پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی تمام خواہشیں مٹ جاتی ہیں۔ یہی وہ مرض ہے جس سے بے استقلالی پیدا ہوتی ہے۔ بے استقلالی درحقیقت اسی قسم کی حالت کا جو جنون کی حد تک پہونچی ہوئی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا درجہ ہے۔ اور

بے استقلالی اسی کا نام ہے

کہ ایک شخص کسی دوسرے کو دیکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ وہ بڑا اچھا آدمی ہے۔ پھر اس سے دوستی پیدا کر لیتا ہے۔ مگر چند دنوں کے بعد ہی اس دوستی کو توڑ دیتا ہے۔ ایک عقیدہ کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ بڑا اچھا عقیدہ ہے چنانچہ اس عقیدہ کو اختیار بھی کر لیتا ہے۔ مگر چند دنوں کے بعد ہی اس عقیدہ کو ترک کر دیتا ہے۔ ایک مذہب کو دیکھتا ہے۔ تو اس کی خوبیوں کا فریفتہ ہو جاتا ہے۔ مگر چند دنوں کے بعد ہی اس کا تمام جوش و خروش جاتا رہتا ہے۔ اور اسی مذہب میں اسے

سینکڑوں نقائص اور عیوب

نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ سینکڑوں مثالیں اس قسم کی ملتی ہیں۔ کہ لوگ آئیں گے۔ اور بڑے جوش سے اپنی عقیدت کا اظہار کریں گے۔ کہیں گے ہیں تو ایک موتی مل گیا۔ ایک لاثانی جوہر ہم کو حاصل ہو گیا۔ اطمینان قلب جو برسوں سے ہمیں میسر نہیں تھا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ظہور ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈلہوزی سے آج کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب حضور اور حضور کے اہل بیت کی خیر و عافیت کے لئے دعا کرتے رہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ابھی دہلی میں ہی تشریف فرما ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب دورہ بندش پیشاب سے تکلیف میں ہیں دعا کی جائے کہ صحت کی جائے۔

مکلال والا ضلع امرتسر جو مبلغین تھے وہ واپس آگئے ہیں۔

آج خدا نے ہمیں عطا کر دیا۔ دل کو تسکین حاصل ہو گئی۔ خدا نے ایک نور ہمارے اندر بھر دیا۔ اور ہمیں احمدیت کیا ملی ہمیں تو خدا مل گیا۔ ہمیں خدا کا رسول مل گیا۔

غرض ان کی حالت کو اس وقت دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک نیا ابوبکرؓ ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے۔ ایک نیا عمرؓ ہمیں خدا دے رہا ہے۔ ایک نیا عثمانؓ ظاہر ہو رہا ہے۔ یا ایک نیا علیؓ ہمیں دکھائی دے رہا ہے۔ مگر تین چار ماہ کے بعد ہی اُسے اُس جوہر میں شگاف دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ موتی اسے گندلا نظر آنے لگ جاتا ہے۔ اطمینانِ قلب اس کے ہاتھوں سے کھویا جاتا ہے نہ اس کی نمازوں میں جوش رہتا ہے نہ اُسے عبادت میں رغبت رہتی ہے نہ اُسے جماعت کے افراد میں کوئی خوبیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اگر اُسے دکھائی دیتا ہے۔ تو بس یہ کہ فلاں میں یہ نقص ہے۔ فلاں میں وہ عیب ہے فلاں ایسا بُرا ہے۔ اور فلاں ایسا بُرا ہے۔ گویا جہاں سے چلا تھا۔ وہیں آ جاتا ہے۔ پھر اس کی طبیعت چاہتی ہے۔ کہ اب مجھے کوئی اور کھلونا مل جائے۔ یہ نہیں۔ کہ ایسے لوگ مرتد ہو جاتے ہیں۔ کئی مرتد بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر جو مرتد تو نہیں ہوتے۔ اُن کے دل کا اخلاص جاتا رہتا ہے۔ انہوں نے اپنے ذہن میں پہلے

کسی چیز کا نقشہ

بنایا ہوا ہوتا ہے۔ پھر ان کے اس جنون کا دو طرح اظہار ہوتا ہے ایک تو اس طرح کہ مجنونانہ طور پر انہوں نے کوئی غلط معیار قائم کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر اُن کے معیار پر کوئی چیز اتری تو اسے وہ مان لیں گے۔ اور اگر ان کے معیار کے مطابق نہ ہوئی۔ تو اُسے رد کر دیں گے۔ حالانکہ وہ معیار اُن کے خود تراشیدہ ہوتے ہیں۔ مثلاً دنیا میں جب خدا تعالیٰ نے کسی دینی سلسلہ کو قائم کرے گا۔ تو لازماً اسے اپنی سنت کے مطابق چلائے گا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اسے لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلائے۔ جو طریق خدا تعالیٰ کا نوحؑ کے وقت رہا۔ جو طریق خدا تعالیٰ کا ابراہیمؑ کے وقت رہا۔ جو طریق خدا تعالیٰ کا موسےٰؑ کے وقت رہا۔ جو طریق خدا تعالیٰ کا عیسیٰؑ کے وقت رہا۔ اور جو طریق خدا تعالیٰ کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت رہا۔ وہی طریق اس کا اب بھی ہو گا۔ اور جس منہاج پر پہلے سلسلوں کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا۔ اسی منہاج اور طریق پر اب الٰہی سلسلے قائم ہوں گے۔ اور الٰہی جماعتوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی ہوتے ہیں۔ نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور بد بھی ہوتے ہیں۔ پھر ان کمزور لوگوں میں سے کچھ تو پھسل جاتے ہیں۔ کچھ پھسلتے پھسلتے سنبھل جاتے ہیں۔ کچھ مصائب کے تھپیڑے کھا کر اصل راستہ پر چل پڑتے ہیں۔ اور کچھ مرتد ہو جاتے ہیں یہی طریق خدا تعالیٰ کا ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ مگر وہ جو اپنے آپ کو

ہٹلرِ زماں

سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ تمام افراد نیکی کے ایک معیار پر ہوں۔ ان کا ایک لیول ہو۔ ان سب میں ایک قسم کی قربانی کی خواہش پائی جاتی ہو۔ سب میں نیکیوں کا ایک جیسا جوش ہو۔ اور کوئی نقص اور کمزوری ان میں سے کسی میں دکھائی نہ دیتی ہو غرض ان کا پہلا جنون تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا پر حاکم بننا چاہتے ہیں۔ اور ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ الٰہی سلسلے ان کے معیار کے مطابق ہوں۔ خدائی طریق کے مطابق نہ ہوں۔

پھر دوسرا جنون

ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ایک سلسلہ کو دیکھتے ہیں۔ تو اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ جو باتیں اُن کے ذہن میں ہوتی ہیں وہ اس سلسلہ کے تمام افراد میں موجود نہیں ہوتیں۔ پھر بھی وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے دیکھ لیا۔ یہ سلسلہ بالکل سچا اور خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے پھر مہینہ ڈیڑھ مہینے کے بعد جب ان کا جنون دور ہوتا ہے۔ تو انہیں لوگوں میں وہ کمزوریاں بھی نظر آنے لگ جاتی ہیں جو مومنوں کی جماعتوں میں بھی ہوتی ہیں انہیں وہ منافق بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ جو ہر جماعت میں پائے جاتے ہیں انہیں وہ مرتد بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ الٰہی جماعتوں سے کٹ کر علیحدہ ہوتے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم سے بڑا دھوکہ ہوا۔ ہم سمجھے کچھ اور تھے۔ اور نکلا کچھ اور۔ حالانکہ قرآن موجود ہے۔ تم اسے پڑھ کر دیکھ لو۔ کیا دنیا میں کبھی

کوئی جماعت ایسی ہوئی ہے

جس میں کمزور لوگ نہ پائے گئے ہوں۔ جس میں منافق نہ ہوں۔ اور جس میں مرتدین کا وجود نہ پایا جاتا ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت سے بڑھ کر اور کونسی جماعت ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں بھی منافق نظر آتے ہیں۔ آپ کی جماعت میں بھی سست لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی جماعت میں بھی گالیاں دینے والے نظر آتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی چست اور مخلص لوگ بھی آپ کی جماعت میں نظر آتے ہیں۔ پھر اگر یہی باتیں کسی اور جماعت میں پائی جائیں۔ تو یہ امر اس کے جھوٹا ہونے کی کس طرح دلیل ہو سکتا ہے۔

آخر

دین منتر جنتر تو ہوتا نہیں

کہ پھونک ماری۔ اور انسان کو ولی بنا دیا۔ دین تو متواتر اور پے در پے قربانی کرنے کا نام ہے۔ جس طرح ہیرے کو ایک ماہر فن چھیل چھیل کر درست کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایک ایک ہیرا سال سال میں ٹھیک ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کی اصلاح پر وقت لگتا ہے۔ بلکہ ہیرا تو پتھر کا ہوتا ہے۔ اسے اگر درست کرنے میں ایک سال لگ سکتا ہے تو انسان استقلال سے اگر اپنے

نفس کی درستی

اور اصلاح میں لگ جائے۔ اور اس پر دس بیس سال بھی صرف ہو جائیں۔ تو اس میں حرج کیا ہے۔ مگر وہ لوگ قلوب کی اصلاح کے لئے اتنا وقت بھی نہیں دینا چاہتے۔ جتنا ایک ہیرے کی درستی پر صرف ہوتا ہے۔ حالانکہ ہیرا ایک پتھر ہوتا ہے۔ جس کے نقائص نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ کہیں پوشیدہ نہیں ہوتے۔ پھر بھی باریک رہنے سے اس کی درستی پر سال سال لگ جاتا ہے۔ بلکہ بعض

ہیروں کو درست کرنے پر

تو کئی سال صرف ہو جاتے ہیں۔ لیکن انسان اپنے متعلق یہ چاہتا ہے۔ کہ جب وہ کسی سلسلہ میں داخل ہو۔ تو اسے ایسی پھونک ماری جائے۔ کہ اسی وقت اس کی اصلاح ہو جائے۔ پھر ہیرا تو مقابلہ نہیں کرتا۔ وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ مجھے مت چھیلو میں اس کے لئے تیار نہیں۔ مگر انسان بسا اوقات

مقابلہ پر تیار

ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص غلطی کرتا ہے۔ اور اس کی اصلاح کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ اسے سزا دی جائے۔ مگر وہ کہتا ہے۔ میں سزا برداشت نہیں کروں گا۔ ایک اور شخص غلطی کرتا ہے اور اس کی اصلاح کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ اس سے سلسلہ کا زیادہ کام لیا جائے۔ مگر وہ انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے۔ میں زیادہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں

ایک اور شخص غلطی کرتا ہے۔ اور اس کی اصلاح کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خاص رنگ میں مالی قربانی کرے مگر وہ مالی قربانی کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک اور شخص غلطی کرتا ہے اور نظام سلسلہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق کو بعض خاص قیود کے ماتحت لائے۔ مگر وہ کسی قسم کی قید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اب بتایا جائے۔ کہ ایسے انسان سے کوئی کس طرح کام لے سکتا۔ اور کس طرح اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کی درستی کی جب خدا بھی ذمہ داری نہیں لیتا تو بندہ کس طرح ان کی اصلاح کی ذمہ داری لے سکتا ہے۔ یوں تو بندہ کسی کا بھی ذمہ دار نہیں۔ لیکن اگر بندہ کسی کی ذمہ داری لے سکتا ہے۔ تو اسی شخص کی جو اپنے آپ کو بے جان کی طرح ڈال دے۔ اور

جماعتی فیصلہ

کو صحیح تسلیم کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس رنگ میں اصلاح کے لئے سپرد نہ کرے۔ اور بیس سال تک بھی صحبت میں رہے۔ تو اس کی وہ صحبت اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ آخر مدینہ کے منافقین آٹھ آٹھ نو نو سال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں رہے تھے مگر ان کی اصلاح نہ ہوئی۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد نہیں کیا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ آپ جس طرح چاہیں اصلاح کریں۔ بلکہ ہمیشہ ان کا یہی طریق رہا۔ کہ جو بات ان کے منشاء کے مطابق ہوتی اسے مان لیتے۔ اور جو منشاء کے مطابق نہ ہوتی اسے ردّ کر دیتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام بھی ایسے لوگوں کی اصلاح کا ذمہ نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ باوجود اس بات کے کہ جماعت کے بعض لوگ بندرہ پندرہ بیس بیس سال آپ کی صحبت میں رہے۔ وفات کے قریب آپ نے فرمایا۔ کہ ہماری جماعت میں

تین قسم کے لوگ

پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جنہوں نے ہم کو دیکھا۔ ہمارے دعوےٰ کو سمجھا اور ہمیں سچے دل سے مان لیا۔ مگر ایک دوسرا گروہ وہ ہے جس نے ہمیں نہیں دیکھا بلکہ مولوی نورالدین صاحب کو دیکھا اور ان کے علم ان کی خدمات اور ان کی بنی نوع انسان سے ہمدردی کو دیکھ کر سینکڑوں آدمی جو ان کے دوست تھے

احمدیت میں شامل

ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ جب مولوی نورالدین صاحب رض احمدی ہو گئے ہیں تو ضرور یہ سلسلہ سچا ہوگا۔ پس ان کا ہمارے ساتھ تعلق مولوی صاحب کے طفیل ہے۔ اگر خدانخواستہ مولوی صاحب کسی ابتلاء میں آ جائیں۔ تو ان کو بھی ابتلا آ جائے گا پھر فرمایا تیسرا گروہ ان نوجوانوں کا ہے جو ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جوش تھا۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ کوئی کام کر کے دکھائیں۔ مگر انہیں کوئی جماعت نظر نہیں آتی تھی۔ جس میں شامل ہو کر وہ اپنی اس خواہش کو پورا کر سکیں۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ جماعت احمدیہ کی صورت میں ایک بنا بنایا جتھہ موجود ہے۔ اور اس میں

قربانی اور ایثار کا مادہ

پایا جاتا ہے۔ تو وہ اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ تا کہ اس سامان سے فائدہ اٹھا کر جو اس جماعت کے پاس ہیں۔ وہ ایک مضبوط انجمن بنائیں۔ اور دنیوی انجمنوں کی طرح سلسلہ کے کاروبار کو چلائیں غرض آپ نے فرمایا یہ تین قسم کے گروہ ہماری جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ اور واقعات نے بھی ثابت کر دیا۔ کہ یہی تین قسم کے گروہ ہماری جماعت میں تھے۔

پس یہ بات کہ انسان اپنے آپ کو

اصلاح کے لئے

سپرد نہ کرے۔ ترقی میں بہت بڑی روک ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہو تو اس کی اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے مثلاً وہی گروہ جس کا جماعت سے تعلق حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تھا۔ اس کے لئے ٹھوکر کا امکان تھا۔

یہ تو اتفاق کی بات ہے۔ کہ ان کا تعلق ایک ایسے آدمی کے ساتھ تھا۔ جو خدا کا پیارا تھا۔ اور چونکہ حضرت خلیفۂ اول خود خداتعالےٰ کے پیارے تھے۔ اس لئے ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ بھی ٹھوکر سے بچ گئے۔ لیکن فرض کرو۔ ان کا تعلق کسی اور شخص مثلاً عبد الحکیم مرتد سے ہوتا۔ تو جب عبد الحکیم کو ٹھوکر لگی تھی۔ اسی وقت ان کو بھی لگ جاتی۔ یہ تو حسن اتفاق ہے۔ کہ ان کا تعلق ایک ایسے شخص کے ساتھ ہوا۔ جو

خداتعالےٰ کا محبوب بندہ

تھا۔ اور جس نے اس قسم کی ٹھوکروں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہنا تھا۔ لیکن دوسری جماعت پھسلی۔ اور بُری طرح پھسلی۔ جب اس جماعت کے افراد نے دیکھا۔ کہ اب ان کا وہ جوش وخروش کہ جماعت ایک انجمن کے ماتحت ہو۔ اور اس کا نظام ویسا ہی ہو جیسے یورپین اقوام کا نظام ہوتا ہے۔ پورا نہیں ہوا تو انہوں نے ایک نیا شغلہ اختیار کر لیا چنانچہ اب رات اور دن وہ قادیان اور

قادیان والوں کو گالیاں

دیتے رہتے ہیں۔

اور کجا تو یہ حالت تھی۔ کہ وہ قادیان سے ایک دن کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور کجا ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں (نعوذ باللہ) قادیان دمشق ہے۔ قادیان میں یزیدی رہتے ہیں۔ قادیان میں ہر قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ قادیان والے ختم نبوت کے منکر ہیں۔ قادیان والے قرآن کریم کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ اور "قادیانی خلیفہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلعم کا بدترین دشمن ہے" (پیغام صلح ۳؍ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۳) گویا وہی مثال ہے۔ جس طرح بچہ ایک کھلونے کو بڑے اشتیاق سے لیتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے۔ کہ اس کا مقصد اس کھلونے سے حاصل نہیں ہوا تو اسے توڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے مقاصد بھی جب پورے نہ ہوئے تو ہٹ

گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ باقی بچوں کو بھی اپنے بچپن کے اس قسم کے واقعات یاد ہیں یا نہیں۔ مگر مجھے خوب یاد ہے۔ کہ

میں نے بچپن میں

ریل کی شدید خواہش کی۔ میں اپنے اندازہ کے مطابق سمجھتا ہوں۔ کہ بچہ کو دُور سے جو کھلونا نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق وہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ کوئی حقیقی چیز ہے۔ مگر جب اسے حاصل کر کے معلوم کرتا ہے۔ کہ وہ حقیقی چیز نہیں تو اسے پھینک دیتا ہے۔ میں نے بھی چونکہ ریل دیکھی ہوئی تھی۔ اس لئے میرا اندازہ تھا۔ کہ جس ریل کی میں خواہش کر رہا ہوں۔ وہ بھی ریل کا کچھ نہ کچھ کام ضرور کرے گی۔ اور میں اپنے

بچپن کی سادگی

سے یہ خیال کرتا تھا۔ کہ اگر زیادہ نہیں تو وہ ایک آدمی کو تو ضرور اٹھائے گی چنانچہ مجھے یاد ہے میں نے اسے کنجی دے کر اس پر پیر رکھنے کی کوشش کی۔ مگر اس پر آ نہ سکا۔ وہ ریل بھی کچھ بڑی تھی۔ اس لئے میں نے اس پر ایڑی رکھ دی۔ مگر میرے ایڑی رکھتے ہی وہ گاڑی کچل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس پر میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ چیز میرے کام کی نہیں۔ چنانچہ میں نے اس کو پرے پھینک دیا۔ اپنے ذہن میں میں یہ خیال کرتا تھا کہ ہم

مٹی کے گھر بنانے کے لئے

اس پر مٹی ڈھو کر لایا کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہی خیال عام طور پر بچوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ دُور سے کسی کھلونے کو دیکھتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اس سے کام لیں گے۔ ریل کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کچھ نہ کچھ ریل کا کام ضرور دے گی۔ اور اگر زیادہ آدمی نہیں۔ تو ایک آدمی تو اس میں ضرور بیٹھ سکے گا۔ گھوڑے

کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ کچھ نہ کچھ بوجھ ضرور اٹھائے گا۔ مگر جب دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کھلونے نہ سواری کے کام آتے ہیں۔ نہ بوجھ اُٹھانے کے تو دل برداشتہ ہوجاتے ہیں :۔

مجھے یاد ہے۔ بچپن میں مَیں نے ایک دفعہ مٹی کی چھوٹی سی چکی خریدی۔ اور پیسنے کے لئے اس میں چند دانے ڈال دیئے۔ پھر میں نے اُسے چلایا۔ تو دانے اندر ہی پھنس گئے۔ اس پر جب مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ یہ چکی دانے نہیں پیس سکتی۔ تو اُسے اٹھا کر پھینک دیا :۔

مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ باقی بچوں کے دلوں میں بھی یہی خیال آتا ہوگا۔ اور چونکہ جو مقصد انہوں نے اپنے ذہن میں رکھا ہوتا ہے۔ وُہ پُورا نہیں ہوتا۔ اس لئے کھلونوں کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ

بچّوں کی اپنی غلطی

ہوتی ہے۔ کیا کوئی کھلونے بیچنے والا یہ کہا کرتا ہے۔ کہ یہ چکیاں دانے پیسیں گی یا گھوڑے چلیں گے۔ یا ریل بوجھ اٹھائیگی وُہ ان کو کھلونے ہی کہتا ہے۔ مگر نادان بچہ یہ سمجھ کر کہ ان کھلونوں سے سواری کا یا بوجھ اٹھانے کا یا دانے پیسنے کا کام لیں گے۔ اُن کے حصول پر اصرار کرتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے۔ کہ وُہ اس کے خیال کے مطابق نہیں نکلے۔ تو انہیں پھینک دیتا ہے :۔

اسی طرح

مذہبی جماعتوں میں داخل

ہونے وقت بھی بعض لوگ عجیب وغریب خیالات لے کر آتے ہیں۔ کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ادھر وُہ جماعت میں داخل ہوئے اور جماعت کے تمام لوگ ایک ایک یا دو دو روپیہ چندہ جمع کرکے انہیں آٹھ دس ہزار روپیہ دے دیں گے۔ چنانچہ مَیں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ جب بیعت کرکے جاتے ہیں۔ تو آٹھویں دن ہی اُن کی طرف سے خط آجاتا ہے کہ ہمیں روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔

اگر آپ آٹھ آٹھ آنے یا ایک ایک روپیہ ہی تمام جماعت کے لوگوں سے ہمارے لئے چندہ جمع کروا دیں۔ تو دس ہزار روپیہ اکٹھا ہوسکتا ہے۔ اور ہماری تمام ضروریات پوری ہوسکتی ہیں گویا وُہ پہلے ہی اپنے خیال میں جماعت کا ایک نقشہ کھینچ لیتے ہیں۔ اور اسی خیال کے زیر اثر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن جب ان کی اُمید پُوری نہیں ہوتی۔ تو کہتے ہیں۔ ہم نے جماعت کو خوب دیکھ لیا۔ ہم تو اس کے اندر رہ کر اس کی حقیقت معلوم کرچکے ہیں۔ یہ سارے ابتلاء درحقیقت بے استقلالی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر

انسان اپنے نفس کو روکے

اور اسی وقت کسی عقیدہ اور مذہب کو تسلیم کرے۔ جب وُہ سمجھے۔ کہ واقعہ میں فلاں عقیدہ یا فلاں مذہب صحیح ہے۔ جذبات کے ماتحت کام نہ کرے تو اس قسم کی ٹھوکریں اسے ہرگز نہ لگیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب میرے پاس کوئی شخص بیعت کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو مَیں ہمیشہ اسے کہا کرتا ہوں کہ ابھی

سوچو اور غور وفکر سے کام لو

اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ بھی کرو۔ لیکن جماعت کے عام لوگوں کا یہ دستور ہے۔ کہ اِدھر وُہ تبلیغ کرتے ہیں اور اُدھر کہتے ہیں۔ بیعت کرلو۔ اس لغویت کا سب سے بڑھ کر نمونہ ایک دفعہ سفر سندھ میں مَیں نے دیکھا۔ گجرات کے ایک دوست تھے۔ جن کو دفتر والوں نے خدمت کے لئے اپنے ساتھ لے لیا جہاں گاڑی کھڑی ہوتی۔ وُہ حفاظت اور پہرہ کے لئے میرے قریب آجاتے اتفاقاً کسی سٹیشن پر انہیں ایک گجراتی مل گیا۔ اس نے کسی دُوسرے سے کوئی بات کی۔ جس پر انہوں نے اس کی آواز اور لب ولہجہ سے پہچان لیا۔ کہ یہ گجراتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بلایا۔ اور جس طرح ہمارے ملک میں طریق ہے۔ کو پوچھا جاتا ہے

تم کدھر جارہے ہو۔ دُوسرا کہتا ہے تم کدھر جارہے ہو۔ اسی طرح انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا۔ اس شخص نے بتایا۔ کہ میں

نوکری کی تلاش میں

ادھر آیا ہوں۔ اور انہوں نے میرا نام لیا۔ اور کہا۔ کہ مَیں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ پھر انہوں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہنے لگے۔ چلو حضرت صاحب کو اپنے لئے دعا کرنے کے لئے کہو۔ اب اُس بے چارے کو نہ یہ پتہ کہ دُعا کیا ہوتی ہے؟ اور نہ یہ علم کہ مَیں کون ہوں۔ مگر یہ خیال کرکے کہ اس کا ایک ہم وطن اس کو یہ تحریک کررہا ہے۔ اس کے ساتھ چل پڑا۔ اور میرے قریب آکر وُہ دُوسرے کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ یہ دُعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ اُس نے بھی شرم سے ایک دو فقرے کہہ دیئے۔ اس کے بعد وُہ بڑے اطمینان سے اُسے کہنے لگے۔ بیعت کرلینی اچھی ہوتی ہے۔ بیعت کرلو۔ مَیں نے بعد میں انہیں سمجھایا۔ کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ اسے تو کچھ بھی پتہ نہیں۔ کہ احمدیت کیا ہوتی ہے۔ اس کی بیعت تو سلسلہ کے لئے ایک وبال بن جائے گی۔ مگر وُہ جوش میں یہی کہتے چلے جائیں۔ کہ "نہیں جی بیعت چنگی ہی ہوندی ہے"! یعنے جناب بیعت بہرحال اچھی ہوتی ہے۔ یہ وُہی

بچپن والی خاصیت

ہے۔ جو عدم تربیت کی وجہ سے بڑے ہوکر بھی ظاہر ہوجاتی ہے۔ اور انسان کے دل میں جب کوئی خواہش پیدا ہو۔ تو قطع نظر اس سے کہ اس خواہش کے پورا ہونے کا کوئی موقعہ اور محل ہو۔ یا نہ ہو۔ وُہ چاہتا ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ اس کی خواہش پوری ہوجائے۔ حالانکہ ایسی خواہش کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کیا کرتی۔ مثلاً اگر کسی کا پیٹ بھرا ہوا ہو۔ اور پھر بھی

وہ اور کھانے کی خواہش کرے۔ تو وُہ کھانا اس کے جسم کو لگے گا نہیں۔ بلکہ بسا اوقات اسے قے ہوجائے گی۔ اسی طرح ایک شخص نے کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ اور اس کے دل میں خواہش پیدا ہو۔ کہ وُہ اور کپڑے پہن لے۔ تو اگر گرمی کا موسم ہوگا۔ تو وُہ گرمی سے مرے گا اور اگر سردی کا موسم ہوگا۔ تو بوجھ سے مرے گا :۔

غرض

ہر خواہش کا پُورا ہونا ضروری نہیں

ہوتا۔ اور نہ ہر خواہش اچھی ہوتی ہے انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ ہر خواہش کے پیدا ہونے پر سوچے۔ اور غور کرے۔ کہ وُہ اچھی خواہش ہے یا بُری۔ اگر بُری ہے۔ تو اس کو ترک کردے۔ اور اگر اچھی ہے۔ تو اس وقت کا انتظار کرے۔ جب اس کی خواہش پوری ہوسکتی ہو۔ اور جب اس کی خواہش پوری ہونے لگے۔ تو وُہ یہ سوچے۔ کہ جو چیز اسے حاصل ہوئی ہے۔ کیا یہ وُہی ہے۔ جس کی اس کے دل میں خواہش تھی۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ کیونکہ جو خواہش مادیات کے ساتھ تعلق نہ رکھتی ہو۔ اس کے متعلق یہ پہچاننا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کہ وُہ خواہش صحیح رنگ میں پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک آدمی کے دل میں اگر کپڑے کی خواہش پیدا ہو۔ تو وُہ آسانی کے ساتھ دوکان پر جاکر لٹھا یا ململ خرید سکتا ہے۔ مگر جو چیزیں قلوب کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ وُہ آسانی کے ساتھ پہچانی نہیں جاسکتیں۔ تم آسانی کے ساتھ لٹھا پہچان سکتے ہو۔ تم آسانی کے ساتھ ململ پہچان سکتے ہو۔ مگر تم آسانی کے ساتھ عقائد اور روحانیت کو نہیں پہچان سکتے۔ بلکہ بعض دفعہ تو دو دو۔ چار چار سال کی تحقیق کے بعد انسان پر اصل حقیقت منکشف ہوتی ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو

استخارہ کا حکم

دیا کرتے تھے۔ اور جب کوئی شخص بیعت کرنا چاہتا۔ تو فرماتے۔ اور سوچو

میرا ابھی یہی طریق ہے کہ میں بیعت میں شامل ہونے والوں کو مزید غور و فکر اور استخارہ کی تاکید کیا کرتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا ایک دوست جو فوج میں ڈاکٹر تھے میرے پاس آئے اور کہنے لگے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں میں نے ان سے کہا آپ کو ہمارے سلسلہ کا کس طرح پتہ لگا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بعض دوست احمدی ہیں جن کی وجہ سے انہیں سلسلہ کا پتہ لگا۔ میں نے کہا اس طرح تو مکمل علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہاں آنے کی آپ کو اور کس طرح تحریک پیدا ہوئی۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ میں نے

سلسلہ کی بعض کتابیں

بھی پڑھی ہیں۔ چنانچہ چند کتابوں کا انہوں نے نام لیا۔ میں نے کہا ابھی آپ اور کتابیں پڑھیں۔ اور استخارہ بھی کریں۔ اس کے بعد بیعت کریں۔ وہ کہنے لگے میری یہ شدید خواہش ہے کہ میں آپ کی بیعت کر لوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ میں جنگ پر جانے والا ہوں۔ اور موت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کب آجائے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی بیعت کر لوں ممکن ہے میں جنگ میں ہی مرجاؤں۔ اور پھر اس سعادت سے محروم رہوں۔ میں نے کہا آپ کی یہ خواہش تو بڑی نیک ہے مگر اس کے لئے اس وقت بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ سردست سلسلہ کی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔ جس وقت بھی آپ کو یقین پیدا ہو گیا۔ کہ احمدیت سچی ہے۔ اور جس وقت بھی آپ کو یقین پیدا ہو گیا کہ بیعت خلافت ضروری ہے۔ اسی وقت آپ

خدا تعالیٰ کے نزدیک مومنوں کی جماعت میں

شامل ہو جائیں گے۔ پس جلدی کی ضرورت نہیں۔ آپ بے شک میدان جنگ میں جائیں۔ اور تحقیق کرتے رہیں۔ جہاں آپ کو احمدیت کی صداقت پر کامل یقین آجائے گا۔ آپ خدا تعالیٰ کے حضور اسی وقت احمدی شمار ہونے لگیں گے۔ بیعت درحقیقت دل کی ہوتی ہے۔ یہ ظاہری بیعت تو محض نظام کے قیام کے لئے ہے۔ اگر ظاہری بیعت نہ ہو تو ممکن ہے کوئی شخص دھوکا سے دوسرے کو کہہ دے کہ وہ احمدی ہے حالانکہ وہ احمدی نہ ہو۔ یا ممکن ہے وہ رشتے لینے کے لئے احمدیت کا اظہار کر دے۔ حالانکہ وہ سچے دل سے احمدی نہ ہو۔ پس یہ

ظاہری بیعت

نظام کو قائم رکھنے کے لئے ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ظاہری بیعت کے بغیر کوئی شخص احمدی نہیں ہو سکتا۔ جس دن کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ اسی دن وہ احمدی ہو جاتا ہے۔ اور جس دن کوئی شخص یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ

خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے

اسی دن وہ مبایعین میں شامل ہو جاتا ہے خواہ اسے بیعت کا خط لکھنے کا موقعہ ملے یا نہ ملے۔ اور خواہ اس کی احمدیت کا کوئی گواہ ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ خدائی فیصلے قلوب کی حالت پر ہوتے ہیں۔ اس ڈاک پر نہیں ہوتے جو انگریز پہونچاتے ہیں۔ فرض کرو آج انگریزی حکومت ڈاک کی آمدورفت بند کر دے۔ اور لوگ بیعت وغیرہ کے لئے خطوط نہ لکھ سکیں تو کیا اس وقت جماعت کی ترقی رک جائے گی اور لوگ احمدی نہیں ہوں گے۔ لوگ پھر بھی احمدی ہوں گے۔ اور جماعت کی ترقی پھر بھی ہوتی رہے گی۔ کیونکہ خدا دل کی حالت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یقین کامل کے بعد ظاہری بیعت کا موقعہ ملے۔ اور وہ پھر بھی نہ کرے تو بے شک یہ اس کی ضد سمجھی جائے گی لیکن اگر کسی شخص کو خط لکھنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور

احمدیت کی صداقت

اس کے دل میں گھر کر جائے۔ تو وہ اسی وقت سے احمدی سمجھا جائے گا۔ خواہ ہمیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ دنیا میں اس کی احمدیت کا کوئی گواہ ہو یا نہ ہو۔ دنیا میں کئی ایسے علاقے ہیں جہاں ڈاک کا کوئی انتظام نہیں۔ چین کے بعض حصے ایسے ہیں جہاں ڈاک کا انتظام نہیں۔ صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں بھی ڈاک کا کوئی انتظام نہیں۔ اب کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان علاقوں میں کوئی احمدی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا سمجھتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ جس دن کوئی شخص اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ میں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ اسی دن سے وہ خدا کے نزدیک احمدی سمجھا جاتا ہے۔ اور جس دن کوئی شخص یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے۔ اسی دن سے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مبایع سمجھا جاتا ہے۔ غرض

عقائد اور ایمان

کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے۔ اور انسان اس کے بارہ میں جلدی فیصلہ نہیں کر سکتا اس لئے ہر انسان کو سوچ کر اور غور و فکر کرنے کے بعد کوئی راستہ اختیار کرنا چاہیئے اس کے بعد اگر وہ اس عقیدہ اور مذہب پر مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکتا۔ تو درحقیقت اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس نے پہلے بھی صداقت پر غور نہیں کیا تھا۔ اگر وہ سوچتا اور غور کرتا تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ وہ ایک قیمتی چیز کو یونہی رائیگاں کھو دیتا۔ میں نے جیسا کہ بتایا ہے۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ بچپن میں جب انسان کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں ہوتی۔ تو اس کے اندر

بے استقلالی کا مادہ

پیدا ہو جاتا ہے۔ جس طرح بچوں کے دل میں کھلونوں کے متعلق شدید خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر وہ ان کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح بڑے ہو کر جب زندگی کے اہم مسائل اس کے سامنے آتے ہیں۔ تو وہ ان سے بھی کھلونوں جیسا سلوک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن چھوٹی عمر میں تو اس کے سامنے کھلونے ہوتے ہیں۔ جن کے ٹوٹنے سے کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوتا۔ اور بڑی عمر میں ایسی اہم اور ضروری چیزوں سے جن کے ساتھ ان کی ابدی یا مستقل زندگی وابستہ ہوتی ہے وہ کھلونوں کا سا سلوک کرتا۔ اور ان کو توڑ کر اپنے آپ کو نقصان پہونچا لیتا ہے جس طرح بچپن میں وہ کبھی گھوڑے کے لئے روتا اور چلاتا ہے۔ اور جب وہ اسے مل جاتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے کبھی ریل کے لئے روتا اور چلاتا ہے اور جب وہ اسے مل جاتی ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔ کبھی چکی کے لئے روتا اور چلاتا ہے۔ اور جب وہ اسے مل جاتی ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح بڑے ہو کر وہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے قرآن اور دوسری اہم چیزوں سے جو نہایت ہی پاکیزہ ہوتی ہیں۔ اور جن کے ساتھ اس کی

روحانی زندگی

وابستہ ہوتی ہے۔ یہی سلوک کرتا ہے کبھی کہتا ہے خدا مل جائے۔ اور جب وہ مل جاتا ہے۔ تو اسے پھینک دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے رسول مل جائے۔ اور جب وہ مل جاتا ہے۔ تو اسے پھینک دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے

امام وقت

مل جائے۔ اور جب وہ مل جاتا ہے تو اسے پھینک دیتا ہے۔ گویا اسے یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک جگہ نہیں ٹھہرتا۔ پس مومن کو اپنی عادات میں پختگی پیدا کرنی چاہیئے۔ اور جب وہ دیانتداری کے ساتھ کسی سچائی کو قبول کرے۔ تو اس کے بعد فاسد خیالات اور غفلتوں کا اسے مقابلہ کرنا چاہیئے سچائیاں سورج کی طرح چمکتی ہیں۔ پس

مومن کو چاہیئے

کہ وہ سچائی کو اسی وقت مانے۔ جب سورج کی طرح اسے کسی سچائی پر یقین پیدا ہو جائے۔ پھر جس طرح سورج پر کسی کو یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ تو شکوک و شبہات سے وہ اس یقین کو باطل نہیں کیا کرتا۔ اور نہ لوگوں سے دلیلیں پوچھنے جاتا ہے کہ سورج چڑھنے کی کیا دلیل ہے اسی طرح مومن کو معمولی معمولی عذرات کی بناء پر سچائی کو ترک نہیں کرنا چاہیئے اس کا فرض ہے۔ کہ جب وہ کسی سچائی کو قبول کرنے لگے تو خوب غور کرے۔ استخارہ کرے۔ نمونہ دیکھے دعاؤں سے کام لے۔ دلائل کا موازنہ کرے غرض اپنے

دل کا کامل اطمینان

کر کے سچائی قبول کرے۔ جب وہ ان چاروں دلائل سے کام لے لیگا۔ وہ نمونہ بھی دیکھ لے گا۔ وہ مشاہدہ سے بھی کام لے لیگا۔ وہ دلائل عقلیہ کا بھی جائزہ لے لیگا۔ اور پھر خدا سے بھی پوچھ لے گا تو ان چار شواہد کے بعد جو چیز اسے ملے گی وہ ایسی یقینی اور قطعی ہو گی جیسے سورج۔ اس کے بعد اگر پھر کسی وقت اس کے دل میں شبہ پیدا ہو تو وہ خدا سے استغفار کرے۔ اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ یہ چاروں شواہد غلط ہوں۔ اب یہ سچائیوں کا کام نہیں کہ وہ اس کے پاس جائیں اور اپنی سچائی ثابت کریں۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اگر گناہ کی وجہ سے اس کے دل میں یہ نقص پیدا ہوا ہے۔ تو توبہ کرے۔ اور اگر کسی اور بیماری کی وجہ سے اس کے اندر یہ خرابی پیدا ہوئی ہے۔ تو اس بیماری کا علاج کرے۔ بہرحال اب یہ آفتاب کا کام نہیں کہ اسے اپنے وجود کا ثبوت دے بلکہ آفتاب کو تسلیم کرنے کے بعد جب یہ منکر ہو گیا۔ تو اب اس کا اپنا فرض ہے۔ کہ آنکھوں کی بیماری کو دور کرے۔ اسی لئے کہتے ہیں ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

خدا تعالےٰ کی طرف سے جو سچائیاں آتی ہیں۔ وہ بھی اپنی ذات میں اپنی صداقت کا آپ ثبوت ہوتی ہیں۔ لوگوں کو کوئی مجبور نہیں کرتا کہ ان کو مانیں۔ ہاں جب کوئی شخص ان کو ماننے کے بعد انکار کرتا ہے تو وہ مجرم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اس نے جانتے بوجھتے ہوئے ان کو رد کر دیا ہے۔ تو یہ بھی جرم ہے۔ اور اگر اس نے پہلے ان کے متعلق غور سے کام نہیں لیا تھا تو یہ بھی اس کا اپنا قصور ہے بہرحال اب یہ ان چیزوں کا کام نہیں ہوتا کہ وہ اس کے سامنے آئیں۔ اور اپنی سچائی کا ثبوت پیش کریں۔ بلکہ اس کا اپنا کام ہوتا ہے۔ کہ دیکھے کس نقص کی وجہ سے اس میں یہ تغیر پیدا ہوا ہے۔ اگر اس کی وجہ اس کے گناہ ہوں۔ تو ان کا علاج کرے اور اگر کوئی اور نقص ہو۔ تو اس کی اصلاح کرے۔

پس استقلال پیدا کرو۔ اور یاد رکھو کہ استقلال کے بغیر قطعی ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ ایمان بھی کیا ہے کہ صبح کو انسان ادھر ہو۔ اور شام کو اُدھر۔ یہ بچوں والی بات ہے۔ جس طرح ایک چھوٹا بچہ مٹی کا گھوڑا لے کر اسے توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح تم خدا لے کر اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم خدا کا رسول لے کر اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم مسیح موعود لے کر اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم دین اور مذہب کے احکام اور نظام کی نعمت حاصل کرنے کے بعد اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر بچہ تو پھر بھی کھلونوں کو توڑ سکتا ہے۔ لیکن تم ان چیزوں کو نہیں توڑ سکتے۔ اور اگر تم ان چیزوں کو توڑنے کی کوشش کرو گے۔ تو خود اپنے آپ کو توڑ لو گے۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ کتنے آدمی ہماری جماعت کے اندر سے نکل کر ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہوئے پھر

ان کا کیا حشر ہوا

اور کس طرح وہ جماعت کو توڑنے کی بجائے خود ہی ٹوٹ کر رہ گئے۔ مصری صاحب کو ہی دیکھ لیا جائے۔ جب وہ ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ تو جماعت کے کئی دوست گھبرا گئے تھے۔ اور وہ خیال کرتے تھے کہ اتنے بڑے عالم کا جو مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ اور اکثر نوجوان علماء اس کے شاگرد ہیں۔ جماعت کے مقابلہ میں کھڑا ہونا جماعت کے لئے مشکلات پیدا کر دے گا۔ مگر پھر کیا ہوا جماعت تو اسی طرح قائم ہے۔ جس طرح پہلے قائم تھی۔ مگر خود ان کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اپنے پہلے عقائد کو ترک کر چکے ہیں۔ گویا جماعت کو توڑنے کی بجائے وہ ٹوٹ گئے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت وہ تھا کہ مصری صاحب نے لکھا "دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے"

(اشتہار ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء بعنوان جماعت کو خطاب)

گویا مصری صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیم۔ اور عقائد کی صحیح حامل ہماری جماعت ہی تھی۔ مگر اب ان کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ یہ تقریریں کرتے پھرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح جانشین جماعت لاہور ہے چنانچہ ۱۳ جولائی کو انہوں نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"حضرت مسیح موعود کی صحیح جانشین جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ اسی جماعت کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کا مشن پورا ہو رہا ہے"

(پیغام صلح ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

پھر گزشتہ سال ۲۵ دسمبر کو انہوں نے غیر مبایعین کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ

"حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ آپ نے ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا .... آپ کا دعوےٰ محدثیت کا ہے گو آپ کو محدثین میں خاص اور امتیازی درجہ حاصل ہے"

(پیغام صلح ۸ جنوری ۱۹۳۸ء)

اب کوئی بتائے کہ

مصری صاحب کے دعوے کہاں چلے گئے

وہ تو کہا کرتے تھے کہ "میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں الگ نہیں ہو سکتا" "میں خلافت کا قائل ہوں" "حق کی قوت میرے ساتھ ہے" (اشتہار ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء) پھر اگر واقعہ میں حق کی قوت ان کے ساتھ تھی۔ اور اگر واقعہ میں وہ ہماری جماعت کے عقائد کو درست تسلیم کرتے اور خلافت پر ایمان رکھتے تھے۔ تو وجہ کیا ہے کہ پہلے وہ کچھ کہا کرتے تھے اور اب وہ کچھ کہنے لگ گئے ہیں۔ آج سے چند سال پہلے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے خلافت کو درست تسلیم کرتے تھے۔ ہماری جماعت کے عقائد کو عقائد صحیحہ مانتے تھے۔ مگر چند سال کے بعد ہی انہیں نظر آنے لگ گیا کہ یہ سب کچھ جھوٹ اور باطل تھا۔ اور انہوں نے کوشش کی کہ جماعت کو توڑ دیں مگر جماعت کو انہوں نے کیا توڑنا تھا خود ہی عقائد کے لحاظ سے وہ ٹوٹ گئے۔ تو

اللہ اور رسول اور اس کی جماعتیں

کبھی ٹوٹ نہیں سکتیں۔ ہاں جو لوگ ان سے کھیل کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بے شک ٹوٹ جاتے ہیں۔ پہلوں کے واقعات ہم نے قرآن میں پڑھے تھے اور اس زمانہ کے واقعات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے ہیں۔ آج تک میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ جو سلسلہ اور اس کے نظام پر حملہ کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ اور پھر خدا نے اس کی طاقت کو توڑ نہ دیا ہو۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک شخص نے مجھے لکھا کہ

پنجاب کے ایک بہت بڑے آدمی

کے ایک قریب ترین رشتہ دار نے اس سے ذکر کیا کہ جب احرار اپنے فتنہ میں ناکامی کا منہ دیکھ چکے تو پنجابیوں کا ایک بہت بڑا آدمی ان کو ملا (سب نام مجھے معلوم ہیں۔ مگر مصلحتاً شائع نہیں کرتا) اور کہا کہ آپ نے ہزاروں روپیہ احرار کی تحریک پر صرف کیا ہے۔ اگر اس سے نصف بھی آپ ہمیں دیتے تو ہم احمدیوں کو کچل کر رکھ دیتے۔ وہ کہتے ہیں۔ میرے خسر نے یہ سن کر دلچسپی کے ساتھ باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اور دریافت کیا۔ کہ وہ احمدیوں کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس بارہ میں کیا انتظام کرنا چاہیئے۔

تو ان لوگوں نے ہمیں مٹانے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ہزاروں روپیہ مسلمانوں سے اس غرض کے لئے وصول بھی کر لیا۔

نتیجہ کیا نکلا

نتیجہ یہ نکلا کہ وہ کبھی تو اپنے متعلق یہ فخر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم پچانوے فی صدی ہیں۔ اور یہ پانچ فی صدی چنانچہ غیر مبایعین کے چھپے ہوئے کردہ احباب نے "عزم دری اعلان" کے ماتحت لکھا۔ "ابھی مشکل قدم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء) گویا پانچ فی صدی لوگ ہمارے ساتھ تھے اور پچانوے فی صدی ان کے ساتھ۔ مگر اب پچانوے فی صدی لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور پانچ فی صدی ان کے ساتھ۔ پھر بھی ان کے نزدیک ہم جھوٹے ہیں جب وہ اپنے آپ کو زیادہ۔ اور ہمیں تھوڑے بتاتے تھے تو کہا کرتے تھے کیونکہ ہم زیادہ ہیں اس لئے ہم سچے ہیں اور چونکہ تم تھوڑے ہو اس لئے تم جھوٹے ہو مگر اب چونکہ ہمارے مقابلہ میں وہ تھوڑے ہو گئے ہیں اس لئے کہا کرتے ہیں کہ مومن تھوڑے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اکثریت گمراہ لوگوں کی ہوا کرتی ہے۔ یہ ایک عجیب منطق ہے جس کو وہی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی دن ہم اس سے غلطی پر تھے کہ ہم تھوڑے تھے اور آج ہم اس لئے غلطی پر ہیں کہ ہم زیادہ ہیں۔ مگر یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ خدائی سلسلہ کو کوئی شخص توڑ نہیں سکتا۔ یہ انسان کی اپنی غلطی ہوتی ہے کہ وہ ایک سچائی کو قبول کرتا اور پھر معمولی معمولی شبہات میں مبتلا ہو کر اس کو رد کر دیتا ہے۔ اگر وہ سچائی پر سورج کی طرح یقین رکھتا تو ناممکن تھا کہ وہ اسے ماننے کے بعد اس سچائی کو رد کر دیتا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ وہی بچپن کی عادت ہے جو بڑے ہو کر بھی بعض انسانوں میں قائم رہتی ہے۔ مگر اس وقت تو وہ جن چیزوں کو توڑتا ہے وہ معمولی کھلونے ہوتے ہیں لیکن بڑے ہو کر جن چیزوں کو کھلونا سمجھتے ہوئے توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہ بڑی بڑی اہم اور عظیم الشان ہوتی ہیں اور ان کو توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے خود ٹوٹ جاتا ہے گویا اس کی مثال اس چیتے کی سی ہوتی ہے جس نے ایک سل کو دیکھا اور اسے چاٹنے لگ گیا چاٹتے چاٹتے اس کی زبان سے خون بہنے لگ گیا اور وہ اس خون کو غذا سمجھ کر چاٹتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی تمام زبان کٹ گئی۔ ایسے لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ ہم سلسلہ کو تباہ کر دیں گے مگر جب وہ اپنا کام ختم کر کے بیٹھتے ہیں تو انہیں پتہ لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ختم کر چکے ہیں۔ لیکن مومن اگر اس قسم کی لغزش کے بعد وقت پر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے مومن کی مدد کرتا اور اس کا ساتھ دیتا ہے۔

تعزیت کی قرارداد

مولوی عبد الرحمن صاحب ایوب صاحب سماٹری (برادرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب مولوی فاضل سماٹری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ) اور محمد رشاد صاحب (ابن مولوی محمد یحیی صاحب) اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی وفات حسرت آیات پر مجلس زعماء قادیان مرحومین کے اعزاء واقربا سے اظہار ہمدردی کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو غریق رحمت کرے اور ان کے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

محبوب عالم خالد قائمقام سیکرٹری کلب خدام الاحمدیہ قادیان

معطی احباب!

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں شعبہ ہذا کی تحریک پر بعض مخلصین سلسلہ کی طرف سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے مالی تعاون کی غرض سے ماہانہ امداد کے وعدے موصول ہو چکے ہیں۔ ہوگئے تاحال ان میں سے بعض کی طرف چند ماہ سے بقایا چلا آرہا ہے۔ گذشتہ ماہ میں ان کی انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک اطلاع بھی کی گئی تھی۔ امید ہے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی جن مالی مشکلات کے پیش نظر ان مخلصین نے عطایا کا وعدہ فرمایا تھا۔ گذشتہ مہینوں کا چندہ ارسال فرما کر آئندہ ادائیگی میں باقاعدگی کا اہتمام فرمائیں گے۔ ملک عطاء الرحمن مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

تبلیغ اندرون ہند

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

کلکتہ

مکرمی دولت احمد خان صاحب بی۔ اے پلیڈر سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔ ۶ جولائی ۱۹۴۱ء کو مولوی ظل الرحمن صاحب مبلغ نے برفاقت مولوی محمد صاحب بی۔ اے ضلع ۲۴ پرگنہ کے قصبہ ڈائمنڈ ہاربر کا سفر کیا۔ اور ایک مسجد میں دوپہر سے نصف شب تک مذہبی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ جس کے نتیجہ میں ایک صاحب نعمت اللہ خان صاحب سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے۔ ۷ جولائی کو "ضرورت مذہب" پر خاکسار دولت احمد خان نے دار التبلیغ میں تقریر کی۔ ۱۳ جولائی کو مولوی عبد الحفیظ خان صاحب نے مذکورہ بالا مضمون پر مزید روشنی ڈالی اور ضرورت الہام ثابت کی۔ اسی سلسلہ میں قریشی محمد حنیف صاحب قمر اور مولوی ظل الرحمن صاحب کی بھی تقریریں ہوئیں۔ آخری تقریر کی صدارت مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی امیر جماعت ہائے احمدیہ بنگال نے کی۔ یہ سلسلہ تقاریر بہت مقبول ہوا۔ چونکہ اہل بنگال اپنی زبان میں تقریروں کو پسند کرتے ہیں اس لئے بھی بنگالی تقریروں کا بنگالی حاضرین پر بہت اچھا اثر رہا۔

دھرم سالہ

۶ اگست کو گورنمنٹ کالج کے پرنسپل صاحب کی صدارت میں مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل کا لیکچر "ہندو مسلم اتحاد" پر دھرم سالہ میں ہوا۔ تعلیم یافتہ لوگ بکثرت سے شامل ہوئے خاتمہ تقریر پر فاضل صدر نے لیکچر کی تعریف کی اور کہا قبل ازیں ایسا لیکچر سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تقریر کا بفضلہ اچھا اثر رہا۔

راولپنڈی

مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ متخیلہ راولپنڈی نے یکم تا ۸ ظہور ۱۳ تقریریں کیں ۲ مردوں اور عورتوں میں۔ ایک لجنہ اماء اللہ میں۔ مولوی صاحب روزانہ صبح و شام قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیتے ہیں۔ مولوی صاحب تبلیغ کا کام وسیع پیمانے پر جاری کرنے والے ہیں۔ ان کا تقرر اس حلقہ میں ابھی ابھی ہوا ہے اور پہلے احمدیوں کی تبدیلیاں ہوگئی ہیں مولوی صاحب موصوف مستقل مقامی لوگوں سے ایک جماعت بنانے کی کوشش کر رہے ہیں

ادرحمہ

مولوی محمد دین صاحب مبلغ انچارج حلقہ ادرحمہ نے جولائی کے آخر ہفتہ میں ۸ گاؤں کا دورہ کیا۔ ۵ تقریریں کیں ۸۴ میل پیدل سفر کیا۔ ۱۳ اکس نے بفضلہ تعالیٰ شرف بیعت حاصل کیا۔

آگرہ

مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ حلقہ آگرہ نے ماہ جولائی میں جے پور اجمیر۔ بھرت پور کا دورہ کیا ۷ تقریریں کیں ۵۰۰ میل کا سفر کیا۔ آپ کی ایک تقریر آگرہ تھیوسوفیکل سوسائٹی میں ہوئی مقامی جماعت کی تربیت کا کام جاری ہے۔ آگرہ میں ۳۵ افراد آپ کے زیر تبلیغ ہیں۔

ڈاکخانہ یا بنکوں کا سود

اپنی ذات پر خرچ کرنا یا اپنے ہمسایوں یا مساکین کو دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتویٰ کی رو سے حرام ہے۔ البتہ حضور کے منشاء کے مطابق ایسے روپیہ کو اسلام کی موجودہ کمزور حالت کے پیش نظر اشاعت اسلام پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا اس قسم کا تمام روپیہ اس غرض کے لئے مرکز میں آنا چاہیئے۔

(ناظر بیت المال)

قربانی ہی انسان کے نفس کو پاک کرنیکا ذریعہ ہے

اللہ تعالےٰ نے جن مخلصین کو ”تحریک جدید کے جہاد اکبر“ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ قربانی کے اس فلسفہ کو جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ پاک میں پیش کیا جاتا ہے۔ پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال اور اپنا نفس قربان کریں۔ فرمایا ”دنیا کے بادشاہ چونکہ خود محتاج ہوتے ہیں۔ فدیوں پہ خوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ تو اموال کا خالق ہے۔ اس کے سامنے فدیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ خود اپنے نفس کی قربانی ہو۔ اور وہ بھی اس لئے قبول کی جاتی ہے کہ وہ قربانی انسان کے نفس کو پاک کرنے کا موجب ہوتی ہے“

تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لینے والے اسی پاک جذبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قربانی کریں۔ تا وہ صحابہ کرام کا نمونہ بن جائیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔ ”میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارے اخلاص اور تمہاری قربانی۔ اور تمہاری محبت اور تمہاری فدائیت کا بھی یہی ثبوت ہو سکتا تھا۔ کہ تم ثابت کرتے کہ تم نے احمدیت کے لئے اس قسم کی قربانیوں کا نمونہ دکھایا ہے۔ جس قسم کی قربانیاں صحابہؓ نے کیں۔ مگر کیا تم بتا سکتے ہو کہ تم واقعہ میں اسی قسم کی قربانیاں کر رہے۔ کیا تم میں وہ رجل رشید نہیں ہیں جو اللہ تعالےٰ کے اس عظیم الشان احسان کے شکریہ کے طور پر کہ اس نے تمہیں اپنے مسیح کو ماننے کی توفیق بخشی ہے اپنا مال اور اپنی جان اس کی راہ میں قربان کر دیں۔ کیا تمہارے دل میں درد پیدا نہیں ہوتا کہ کاش تمہیں بھی ویسی ہی قربانیوں کا موقعہ ملے۔ تا آنے والی نسلیں تمہارے نمونہ کو دیکھ کر تم پہ درود بھیجیں۔ اور آسمان پر فرشتے تمہاری قربانی اور ایثار کی تعریف کریں“

ساتویں سال کا وعدہ اب تک پورا نہ کر سکنے والو! اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے صدیوں کے بعد ایسا موقعہ عطا فرمایا ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دو مبارک ہے وہ جو ”موعود خلیفہ“ کی آواز پر عملاً لبیک کہتے۔ اور اپنے وعدے کو ۳۱ اگست تک سو فیصدی پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر مجاہد کو توفیق عطا فرمائے کہ ۳۱ اگست تک اپنا وعدہ پورا کر سکے۔ آمین

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

مجالس خدام الاحمدیہ

تمام مجالس کو اس امر کی اطلاع تو ہو چکی ہوگی کہ مجلس مرکزیہ اپنی بڑھتی ہوئی مرکزی ضروریات کے پیش نظر ایک عمارت کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ بعض مجالس اس بارہ میں مرکز سے پورا پورا تعاون کر رہی ہیں۔ مگر بعض مجالس کی طرف سے چونکہ عمارت فنڈ کی فراہمی کے لئے کوئی اطلاع تا حال موصول نہیں ہوئی۔ اس لئے عدم اطلاع کی وجہ سے یہی خیال ہے کہ ایسی مجالس اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کر رہیں۔ چنانچہ ایسی مجالس سے یہ گزارش ہے۔ کہ وہ جلد اور دیگر مقتدرین جماعت سے وعدے حاصل کر کے مرکز کو اس کی اطلاع دیں۔ تا کہ فراہمی چندہ کا کسی قدر اندازہ ہو سکے۔ اور نیز یہ بھی صحیح طور پر معلوم ہو سکے۔ کہ مجالس اس بارہ میں کس قدر کوشش کر رہی ہیں۔

شعبۂ ہذا کی طرف سے بعض مجالس کے ذمہ کس قدر رقوم معین کی گئی ہیں۔ مگر ان میں سے بعض کی طرف سے ان کی مساعی کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ ان مجالس کے قائدین و زعماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ اور اپنی مساعی کی جلد اطلاع بخشیں۔

احقر:۔ ملک عطاء الرحمٰن۔ مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

”خطبہ نمبر“ کے خریداران جن کے نام وی پی ہونگے

ذیل میں خطبہ نمبر کے ان خریداران کے نام درج ہیں۔ جن کا چندہ ختم ہے احباب اچھی طرح نوٹ فرمائیں۔ کہ اگر ان کی طرف سے ۳۱ اگست ۱۳۲۰ہش تک چندہ وصول نہ ہوا تو ان کے نام ۳ ستمبر ۱۳۲۰ہش کو وی پی ارسال کئے جائیں گے۔ جنہیں وصول کرنا احباب کا اخلاقی فرض ہوگا۔ اب جبکہ کاغذ کی سخت گرانی کے باوجود الفضل کے خطبہ نمبر کی قیمت برائے نام یعنی اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ ایک دوست بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو اس سے محروم رہنا پسند کرے۔

مینجر الفضل

۶۸ - نبی بخش صاحب۔
۱۴۹ - ایس ایس جیلانی صاحب
۳۱۱ - ایل پڑہ کلاں۔
۴۱۸ - حشمت علی صاحب۔
۵۵۴ - غلام علی صاحب۔
۵۶۱ - عبدالقاسم خانصاحب
۵۶۲ - سلیمان خانصاحب۔
۶۴۱ - عبدالرحمٰن صاحب۔
۶۵۴ - محمد عرفان صاحب
۶۵۷ - بشیر احمد صاحب۔
۶۶۳ - مستری محمد حسین صاحب
۶۷۰ - سید محمود احمد شاہ صاحب۔
۶۷۱ - سید امیر احمد صاحب۔
۶۸۳ - چوہدری محمد عثمان صاحب
۶۹۲ - چودھری اللہ دتہ صاحب
۶۹۵ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب
۶۹۹ - ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
۷۲۶ - چوہدری عبدالعزیز صاحب
۷۳۰ - رحمت علی صاحب۔
۷۴۴ - عبدالحمید صاحب۔
۷۵۷ - چوہدری عزیز الرحمٰن صاحب
۷۵۹ - چودھری بشیر احمد صاحب
۷۶۶ - میر محمد نواب خانصاحب
۷۶۸ - سیف اللہ خانصاحب۔
۷۷۱ - چودھری طفیل احمد صاحب
۷۷۴ - اہلیہ صاحبہ حضرت میر ظہور الحسن صاحب
۷۷۵ - شیخ غلام رسول صاحب
۸۰۳ - عبدالرحیم صاحب
۸۰۵ - مانک سید عبداللہ صاحب
۸۱۸ - چودھری عبدالغنی صاحب
۸۱۵ - ” نیکے خانصاحب
۸۲۲ - مینجر رسالہ دستکاری
۸۲۶ - ڈاکٹر کیپٹن جی احمد صاحب

۸۲۸ - محمد شمس الدین صاحب۔
۸۳۲ - اظہر حسین صاحب۔
۸۳۶ - بابو محمد ابراہیم صاحب
۸۳۷ - سردار محمد صاحب۔
۸۴۲ - چودھری غلام محمد صاحب
۸۴۷ - فضل الرحمٰن صاحب۔
۸۵۹ - خوشی محمد صاحب۔
۸۷۵ - بابو ارشاد احمد صاحب
۸۷۶ - مرزا مولا بخش صاحب
۸۷۷ - چودھری بشیر احمد صاحب
۸۸۰ - چودھری نور محمد صاحب
۸۸۲ - چودھری محمد علی صاحب
۸۸۷ - دوست محمد صاحب
۸۹۳ - صوبیدار مظفر خانصاحب
۸۹۸ - چودھری مبشر احمد صاحب
۹۰۱ - مفضل محمد صاحب۔
۹۰۴ - مسٹر احمد الدین صاحب افریقہ
۹۰۸ - ایم۔ او ملک صاحب۔
۹۱۶ - علی محی الدین صاحب۔
۹۱۷ - عبدالصمد صاحب۔
۹۱۸ - محمد عیسےٰ صاحب۔
۹۱۹ - بشارت علی خانصاحب
۹۲۰ - منشی فیض الرحمٰن صاحب۔
۹۲۲ - بشیر احمد صاحب۔
۹۲۸ - میاں عطاء اللہ صاحب
۹۲۹ - عبدالحق صاحب۔
۹۳۱ - میر عبدالعزیز صاحب
۹۳۲ - ایچ۔ ایم۔ عبدالغنی صاحب
۹۳۳ - محمد یٰسین صاحب۔
۹۳۶ - غازی محمد اسماعیل صاحب
۹۳۸ - محمد اشرف صاحب
۹۳۹ - عنایت اللہ خانصاحب

۹۴۱ - خان نور محمد صاحب۔
۹۴۳ - ملک فضل حسین صاحب
۹۴۷ - شیخ شیر علی صاحب۔
۱۰۱۰ - چودھری فتح علی صاحب
۱۰۱۲ - فیروز الدین صاحب۔
۱۰۱۳ - ایم۔ ڈی مظفر محمود صاحب
۱۰۱۴ - فضل کریم صاحب
۱۰۱۵ - علی صاحب۔
۱۰۱۹ - خادم حسین صاحب
۱۰۲۲ - ملاں کرم الٰہی صاحب
۱۰۲۵ - عقیل بن عبدالقادر صاحب
۱۰۲۷ - قاضی عبدالخالق صاحب
۱۰۴۵ - پی۔ نوسی صاحب۔
۱۰۵۱ - عبدالجلیل صاحب۔
۱۰۵۲ - میاں غلام علی صاحب
۱۰۵۳ - چودھری حاتم علی صاحب
۱۰۵۴ - چودھری حاکم علی صاحب
۱۰۷۰ - رانا گیانی محمد الدین صاحب
۱۰۷۱ - اللہ دتہ صاحب۔
۱۰۷۵ - مستری محمد الدین صاحب
۱۰۸۰ - ملک محمد کریم صاحب
۱۰۸۷ - ماسٹر شیر عالم صاحب
۱۱۰۸ - ڈاکٹر مہر سلطان محمود خانصاحب۔
۱۱۱۳ - مہر امام بخش صاحب
۱۱۱۶ - محمد ظہیر الدین صاحب۔
۱۱۲۳ - ڈاکٹر عبدالرحیم خانصاحب
۱۱۲۸ - سید ذاکر حسین صاحب
۱۱۵۵ - غلام احمد صاحب۔
۱۱۵۶ - رحمت اللہ صاحب
۱۱۶۰ - چودھری بشیر احمد صاحب
۱۱۶۱ - منشی احمد حسین صاحب

مالی کلاس کیلئے امیدواروں کی ضرورت

جو نوجوان باغبانی کے کام سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور مالی کلاس پاس کر کے اس لائن میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی سہولت اور سلسلہ کی ضرورت کے پیش نظر یہ صورت تجویز کی جاتی ہے۔ کہ ایسے دوست جو کم از کم پرائمری پاس ہوں صحت بھی اچھی ہو اور مالی کلاس لائل پور میں داخل ہو کر امتحان پاس کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بہت جلد بھجوا دیں درخواست داخلہ کی آخری تاریخ اخیر ماہ اگست ہے۔

شرائط یہ ہونگی۔ (۱) اگر وہ آخری امتحان مالی کلاس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ تو تحریک جدید کی جلد ادا شدہ رقم یکمشت واپس کرنے کے مجاز رہونگے (۲) اس عرصہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار ملیگا۔ (۳) امتحان پاس کرنے کے بعد کم از کم پانچ سال تک تحریک جدید کے فیصلہ کے بموجب کام کرنا پڑیگا۔ اس عرصہ میں ان کو پندرہ روپے ماہوار تنخواہ دی جائیگی اس کے بعد کا پروگرام ان کی مرضی پر منحصر ہوگا۔ لہٰذا احباب اپنی درخواست امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ ۳۰ اگست تک ارسال کریں۔ اس سال اس ضمن میں صرف پانچ طلباء کو لیا جائے گا۔ (انچارج تحریک جدید)

وی پی وصول کر لئے جائیں!

گذشتہ اعلانات کے مطابق ان احباب کی خدمت میں جن کا چندہ الفضل ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے وی پی ارسال کر دیئے گئے جن احباب کی طرف سے چندہ ۱۸ اگست تک وصول ہو چکا ہے۔ یا اس تاریخ تک ادائیگی کے متعلق اطلاع آ چکی ہے ان کے وی پی روک لئے گئے ہیں۔ باقی تمام احباب سے گذارش ہے۔ کہ وہ وی پی وصول فرمالیں۔

احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس صورت میں جب کہ نہ بروقت چندہ ادا کیا جائے۔ اور نہ ادائیگی کے متعلق اطلاع دی جائے وی پی واپس کر دینا نہایت نامناسب امر ہے جس سے احباب کو حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے۔ (مینیجر)

مولوی سلیم اللہ صاحب کے متعلق اعلان

مولوی سلیم اللہ صاحب مدرس عربی اوکاڑہ کے خلاف دار القضاء نے نظارت بیت المال کے حق میں مبلغ -/۷۵ روپیہ کی ڈگری بابت قرضہ حسنہ دی تھی۔ اور پانچ روپیہ ماہوار کی قسط مقرر کی تھی۔ لیکن مولوی صاحب نے ایک قسط بھی ادا نہیں کی مقامی احباب کے ذریعہ بھی مولوی صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ مگر بے اثر رہی۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اس اعلان کی اشاعت سے پندرہ یوم کے اندر مولوی سلیم اللہ صاحب نے بموجب فیصلہ قضا ادائیگی کا یقین نہ دلایا۔ تو ان کے اخراج از جماعت کی درخواست بحضور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کرے گا۔

(انچارج شعبہ تنفیذ نظارت امور عامہ)

ضرورت رشتہ

ایک احمدی ۲۶ سالہ نوجوان کے لئے جو کہ سرکاری ملازم ہے اور موجودہ تنخواہ مبلغ ساٹھ روپے ماہوار ہے اور آئندہ ترقی کی بہت امید ہے اس کے علاوہ صاحب جائیداد بھی ہے پہلی بیوی کے دائم المریض اور ہمیشہ کیلئے بے اولاد ہو جانے کی وجہ سے دوسرے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی تعلیمیافتہ خوبصورت۔ کنواری امور خانہ داری سے واقف ہونی چاہیئے۔

تمام درخواستیں معرفت مینیجر اخبار الفضل آنی چاہئیں۔

ضرورت

احمد آباد (نبی سررود سندھ) کی اراضی کیلئے ایک منشی کی ضرورت ہے۔ جو زمینداره کام سے واقفیت رکھتا ہو۔ خواہشمند احباب بہت جلد اپنی درخواستیں دفتر احمد آباد سنڈیکیٹ میں پیش کریں۔
تنخواہ ۱۶ - ۱ - ۲۵ ماہوار ہو گی۔ اس کے علاوہ متاہل شخص کو غلہ گندم بارہ من سالانہ اور مجرد شخص کو ۸ من سالانہ دیا جائے گا۔
تقرر ایک سال کیلئے آزمائشی طور پر ہو گا۔

سکریٹری احمد آباد سنڈیکیٹ قادیان

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو!

آپکی نیسرین کریم میں نے ایک عزیز کو منگا کر دی تھی۔ جنکا چہرہ مہاسوں (کیلوں) کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا چیچک نکلی ہوئی ہے۔ اور اس قسم کے سٹیل مہاسے تھے کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا۔ مہاسوں کے انجکشن بھی کروا چکی تھیں۔ مگر میں خوشی سے اب یہ لکھنے کے قابل ہوں کہ خدا کے فضل سے نیسرین کریم نے یہ اثر دکھایا ہے۔ کہ انکا چہرہ مہاسوں سے پاک ہے۔ اور داغ بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔ بلکہ رنگ بھی پیشتر سے نکھر آیا ہے۔ اور اب بھی وہ اس خوف سے کہ دوبارہ پھنسیوں کا دورہ نہ ہو جائے۔ اسے برابر استعمال کئے جاتی ہیں اور آپکی وہ ممنون ہیں۔
نیسرین کریم بلاشبہ کیلوں چھائیوں بدنما داغوں الغرض چہرہ اور جلد کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ خوبصورت بناتی ہے۔ خوشبودار ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ہر جگہ بکتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس اور مشہور دوا فروشوں سے خریدیں۔
وی۔ پی۔ منگوانے کا پتہ :- نیسرین فارمیسی ملتسر (پنجاب)

تاجر صاحبان

V وی وکٹری یعنی فتح کا نشان ہے،

W ڈبلیو ویگنوں یعنی مال گاڑی کے چھکڑوں کا نشان ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد فتح حاصل ہو۔ تو آپ ویگنوں کو جلد سے جلد فارغ کر کے فتح کے حصول میں امداد دیں

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ آپکو ہر قسم کی ادویہ مہیا کر کے دینگے۔ اس کے علاوہ ہمارے دواخانہ میں بعض خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

سُرمہ ممیرا خاص یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کیلئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عـہ/ ۶ ماشہ ۱/ ۳ ماشہ ۱۰/

سُرمہ اکسیر چشم یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کیلئے مفید ہے خصوصاً نئے اور پرانے ککروں کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخونہ وغیرہ امراض کیلئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۶/ - ۶ ماشہ عہ/ - ۳ ماشہ ۱۲/

ان کے مفید ہونے کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں :-

جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ایم۔ بی۔ ایچ آنرز لاہور سے تحریر فرماتے ہیں

کہ میں نے آپ کا تیار کردہ سرمہ ممیرا خاص اور اکسیر چشم اپنے دو مریضوں پر استعمال کیا۔ اور توقع سے بڑھ کر تسلی بخش پایا۔ مجھے اس امر کا یقین ہو چکا تھا۔ کہ دیسی ادویات کی تیاری میں ناقص اور غیر مکمل اجزاء استعمال کرنے کی مرض سرشت پذیر ہے۔ لیکن دواخانہ خدمت خلق قادیان کی تیار کردہ مندرجہ بالا ادویات سے یہ شک رفع ہو گیا ہے۔ دواخانہ خدمت خلق نے ضعف بصارت۔ آشوب چشم۔ دھند جالا اور دیگر امراض چشم کے مریضوں کیلئے یہ ادویات تیار کر کے میرے نزدیک صحیح اور حقیقی معنوں میں خدمت خلق کی ہے۔ اور آنکھوں کی بیماریوں کو رفع کرنے میں ہم طبیبوں کے لئے مشعل ہدایت پیش کی ہے۔

ملنے کا پتہ :- منیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

ضرورت رشتہ

ایک شریف احمدی اور سید خاندان کے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا برسر روزگار ہے معقول تنخواہ اور اچھی گورنمنٹ سروس ہے۔ لڑکی بھی تعلیم یافتہ خوش سیرت و صورت اور امور خانہ داری اور سلائی گشیدہ کاری وغیرہ کے کاموں سے بخوبی واقف ہے۔ رشتے شریف احمدی خاندان سے ہوں مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت بنام
خ۔م۔ معرفت "الفضل" قادیان (پنجاب) ہونی چاہیئے۔

ضرورت رشتہ

ایک شریف سید زادی پرائمری پاس۔ دینی تعلیم و امور خانہ داری سے بخوبی واقف بعمر ۱۸ سال کے لئے سید برسر روزگار رشتہ کی ضرورت ہے۔ صرف صوبہ پنجاب کے خواہشمند احباب بہ تصدیق مقامی امیر جماعت مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔
(د۔ پ) معرفت مکرم جناب منیجر صاحب اخبار "الفضل" قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

واشنگٹن ۱۷ اگست یہاں سے اعلان کیا گیا ہے کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ کا ایک خاص نمائندہ ہندوستان اور مشرقی ممالک کا دورہ کرنے آرہا ہے تا اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے۔ کہ کس حد تک ان ممالک سے اتحادی طاقتوں کی خام مال سے امداد کی جا سکتی ہے۔ واشنگٹن کے سیاسی حلقوں میں یہ افواہ بہت زوروں پر ہے۔ کہ اس نمائندہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہندوستان کے سیاسی ڈیڈلاک کی تحقیقات کر کے بھی ایک رپورٹ کرے۔ امریکہ میں ہندوستان کے سیاسی ڈیڈلاک کے متعلق تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

واشنگٹن ۱۷ اگست مسٹر روزویلٹ آج واپس یہاں پہنچ گئے۔ اور فوراً وزیر خارجہ کو مشورہ کے لئے بلایا۔

لنڈن ۱۷ اگست جرمن ہائی کمانڈ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انہوں نے بحیرہ اسود کی مشہور بندرگاہ نکولیف پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ جو اڈیسہ کے شمالی مشرق میں ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

لنڈن ۱۷ اگست ایک جرمن پیراشوٹ کو جو انگلستان میں اترا تھا۔ پھانسی دیدیا گیا ہے۔ بی۔ بی سی کا بیان ہے، کہ ہوم گارڈ نے آج بھی دو جرمن پیراشوٹ سپاہیوں کو پکڑ کر فوج کے حوالے کیا۔ یہ دونو نظربندوں کے کیمپ سے دو روز ہوئے فرار ہو گئے تھے۔ اور آج ایک گڑھے میں چھپے ہوئے گرفتار کیے گئے۔

لنڈن ۱۷ اگست ایران گورنمنٹ نے روس اور برطانیہ کے سفراء کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ اتنی طاقت رکھتی ہے کہ اگر اس کے ملک میں مقیم جرمنوں نے کوئی شرارت کی۔ تو اس کا انسداد کر سکے۔ اور کہ اس معاملہ کو اسی پر چھوڑ دیا جائے۔ ہم بغیر کسی خارجی مداخلت کے حالات پر قابو پا سکتے ہیں۔

لنڈن ۱۷ اگست جرمنوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انہوں نے بحیرہ اسود کے نزدیک ایک ایسے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں سے ایک لاکھ نوے ہزار ٹن سالانہ لوہا جرمنی کو مل سکے گا۔

لنڈن ۱۸ اگست امریکہ میں گذشتہ ماہ پہلے سے ۶۴ فی صدی زیادہ ہوائی جہاز آٹھ گنا ٹینک چھ گنا لاریاں اور دوسری گاڑیاں اور چار گنا توپیں تیار ہوئی ہیں۔

بمبئی ۱۸ اگست آج یہاں آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سر ہومی مودی کو سپلائی ممبر شپ کا چارج دیدیا سر ہومی آج شام شملہ روانہ ہو رہے ہیں۔

واشنگٹن ۱۸ اگست آج مسٹر ڈف کوپر نے اہل امریکہ کے نام ایک براڈکاسٹ میں کہا۔ کہ برطانیہ اور امریکہ نے مل کر صلح کے جو اصول بیان کئے ہیں۔ ان سے لڑائی کا جلد فیصلہ ہو جائیگا اور اس سے ان ممالک کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔ جو ہٹلر کے خلاف میدان میں اتر آئے ہیں۔

لکھنؤ ۱۸ اگست آج سر جوگندر سنگھ کی قیادت میں سکھوں کے ایک وفد نے گورنر یو۔ پی سے ملاقات کی۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ ٹیکس اور لوکل باڈیز میں نمائندگی اور ملازمتوں کے لحاظ سے یو۔ پی میں سکھوں کو مینارٹی قرار دیا جائے۔

لنڈن ۱۸ اگست مسٹر چرچل مسٹر روزویلٹ سے سمندر میں ملاقات کے بعد اپنی پارٹی سمیت بخیریت واپس پہنچ گئے۔ واپسی پر آپ آئس لینڈ بھی گئے۔ اور وہاں امریکی اور برطانی فوجوں کا معائنہ کیا۔ یہ سفر آپ نے بڑے جنگی جہاز پرنس آف ویلز پر کیا۔

ٹوکیو ۱۸ اگست آج تھائی لینڈ کے سفیر نے جاپان کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ اور مشرقی ایشیاء کے حالات پر تبادلہ خیالات کیا۔ تھائی لینڈ اور چین کی سرحد کی تعیین کے لئے جو کمیٹی مقرر ہے۔ اس کا اجلاس جمعرات کو ہوگا۔

ماسکو ۱۸ اگست آج کے روسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کل رات سارے مورچہ پر لڑائی ہوتی رہی۔ یوکرین میں روسی فوجیں جوابی حملے کر رہی ہیں۔ اور جرمنوں کو چھ سے آٹھ میل پیچھے دھکیل دیا گیا ہے نکولیف کو خالی کرنے سے قبل روسی فوجوں نے بیس ہزار جرمن ہلاک کر دیئے۔

لنڈن ۱۸ اگست کل آسٹریلیا کے وزیر اعظم پارلیمنٹ کے خفیہ اجلاس میں مشرقی ایشیاء کے حالات کے بارہ میں ایک بیان دیں گے۔ آپ عنقریب انگلستان جانے والے ہیں۔ بعض حلقوں کی رائے ہے کہ انہیں چاہیئے کہ اپوزیشن لیڈر مسٹر کرٹن کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔

لنڈن ۱۸ اگست کل رات برطانی ہوائی جہازوں نے مغربی اور شمال مغربی جرمنی پر زنانے کے حملے کئے۔ جرمن ہوائی جہازوں نے بھی مشرقی اور جنوب مشرقی کنارے پر بم باری کی۔ جس میں کچھ مالی اور جانی نقصان پہنچا۔

لنڈن ۱۸ اگست معلوم ہوا ہے کہ مسٹر چرچل پریذیڈنٹ روزویلٹ سے ملاقات کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو سمندری افسروں جہازیوں اور بندرگاہوں کے تمام ملازمین سے حلف لیا گیا۔ کہ وہ مسٹر چرچل کی روانگی کی خبر کو خفیہ رکھیں گے۔ پرنس آف ویلز جہاز کے بہت سے افسروں تک کو معلوم نہ تھا کہ ان کے جہاز میں کون سفر کر رہا ہے۔ تباہ کن جنگی جہاز حفاظت کے لئے ساتھ ساتھ تھے۔

واشنگٹن ۱۸ اگست برطانیہ اور روس نے ایک تجارتی سمجھوتہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اس سمجھوتہ کے رو سے دونوں ملک ایک دوسرے کو بہت سی چیزیں بھیجیں گے۔

لنڈن ۱۸ اگست روسی فوجیں دریائے نیپر کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہیں۔ اگر فوجیں پیچھے ہٹنے میں کامیاب ہو گئیں تو مارشل بڈنی کو دریا کے پار مضبوط قلعہ بندیوں کا سہارا مل جائے گا۔

لنڈن ۱۸ اگست کل ایک سو انگریزی بمباروں نے جرمنی کی بندرگاہ پر زنانے کا حملہ کیا۔ اس حملہ میں صرف ایک انگریزی جہاز کام آیا۔ اس سے پہلے انگریزی جہاز چینل پر حملہ کرتے رہے اور سات جرمن شکاری جہاز گرائے گئے۔ ایک تیل لے جانے والا جہاز بھی بموں کا نشانہ بن گیا۔

لنڈن ۱۸ اگست نازی ریڈیو نے چند دنوں ہوئے کہا تھا کہ انگریزوں نے ہانگ کانگ کے چینیوں کو شہر سے باہر چلے جانے کا حکم دے دیا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔

لنڈن ۱۸ اگست وشی گورنمنٹ نے برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ شام میں وشی کے قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

لنڈن ۱۸ اگست سوئٹزرلینڈ کے ریڈیو نے خبر دی ہے کہ ایڈمرل ڈارلاں جرمن افسروں سے صلاح مشورہ کرنے کے لئے پیرس پہنچ گئے ہیں۔

بمبئی ۱۸ اگست حضور وائسرائے آج بمبئی میں کچھ اور فیکٹریاں دیکھنے کے لئے گئے جہاں جنگی سامان تیار ہوتا ہے۔ ایک فیکٹری میں گولہ بارود رکھنے کے لئے بکس تیار ہو رہے تھے۔ دوسری فیکٹری زین کپڑے سینے کا تاگا اور دوسرا سامان تیار کر رہی تھی حضور وائسرائے آج بمبئی سے شملہ روانہ ہو گئے۔

بمبئی ۱۸ اگست آج یہاں سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی صدارت میں سپلائی ڈیپارٹمنٹ کی بورڈ کا جلسہ ہوا۔ ہندوستان لڑائی کے لئے جو سامان تیار کر رہا ہے اس پر جلسہ میں بحث ہوئی۔ سر ہومی مودی بھی شریک جلسہ تھے۔

کلکتہ ۱۸ اگست مارشل چیانگ کائی شیک نے ڈاکٹر ٹیگور کی وفات پر ہمدردی کا تار بھیجا ہے۔

بمبئی ۱۸ اگست کامرس ممبر نے ستمبر کے شروع میں روئی کے تاجروں کا بمبئی میں ایک اجلاس منعقد کرنا تجویز کیا ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی